

تبیح الرحمن عن الکذب والنقصان

حضرت غزالی زمانے کے اولین تصنیف

الحمد لله الذي منزه عن الكذب والنقصان وتفرد
بكمالہ الذاتی وانعم على كافة الانام بنعمته
العامة و الخاصة والرحمة والغفران والصلوة
والسلام على رسوله الذي انزل عليه القرآن وعلى
اله واصحابه المصدقين بصدق الرحمن ۵

اما بعد خادم العلماء فقیر حقیر ابو النجم سید احمد سعید
کاظمی امروہوی عرض گزار ہے کہ اس دور جمالت
ومضات میں فرقائے ضالہ متبذع وہابیہ وغیرہم نے
طریقہ سنیہ مسنونہ کو مسخ کر کے بے انتہاء گمراہی اور
شورش برپا کر رکھی ہے اور تقریباً "چند ضروری مسئلوں
میں تو بے انتہا اختلاف پھیلا رکھا ہے جن میں سب سے
اہم مسئلہ "امکان و اتباع کذب باری تعالیٰ" کا مسئلہ ہے
چونکہ فرقہ وہابیہ نے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنا کر کم علم اور
عام مسلمانوں کو تباہ کن مغالطہ میں ڈال دیا ہے اس لئے
اس مختصر رسالہ میں اسی مسئلہ کی وضاحت اور صحیح تشریح
کر کے ہندوگان خدا کو قعر مضلات سے نکالنے کی کوشش کی
گئی ہے۔ امید ہے کہ اہل اسلام اس کے مطالعہ سے
فائدہ اٹھا کر اپنے عقیدوں کو درست کر کے نجات اخروی
حاصل کریں گے اور اس فقیر مؤلف کو دعائے خیر میں یاد
کریں گے۔ اس رسالہ کی تالیف کے لئے میرے مکرم
محب صادق، مولوی سید علی محتشم خان صاحب رئیس
امروہہ و صدر انجمن احیاء السنہ امروہہ، عرصہ دراز سے
محرک تھے مگر میں انہماک تعلیم کے باعث عدیم الفرستی
اور اپنی بے بضاعتی سے اب تک قاصر رہا۔ بحمد اللہ کہ

سالانہ امتحان کے بعد مجھے اس دینی خدمت کے انجام
دینے کا موقع ملا۔ اور اپنی توفیق کے موافق جو کچھ ہو سکا
پیش کرتا ہوں۔ چونکہ مجھے اس سے پہلے کبھی کوئی مضامین
بنانے یا تالیف کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اس لئے ناظرین
کرام سے التماس ہے کہ اگر کوئی لغزش یا غلطی دیکھیں تو
براہ کرم چشم پوشی فرمائیں یا مجھے اس پر مطلع کریں اور
شکرگزاری کا موقعہ دیں۔ اس مسئلہ میں مسلمانوں کا
عقیدہ یہ ہے کہ کلام الہی میں "وجود کذب" محال بالذات
ہے، خواہ کلام نفسی ہو یا لفظی۔ لیکن نام نہاد علماء وہابیہ
نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی طرف
ایسے مکروہ عیب کو منسوب کیا کہ جس کا تصور بھی
مسلمانوں کے واسطے "تنزل ایمان" کا باعث ہے چنانچہ
بعض لوگ تو صرف "امکان کذب" ہی کے قائل ہوئے
ہیں لیکن بعض وقوع کے بھی قائل ہیں مثلاً "مولوی
رشید احمد صاحب گنگوہی جس کا دستخطی و مری فتویٰ
حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہاں اب
تک موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علمائے اہلسنت
وجماعت کے پاس محفوظ ہیں چنانچہ "وقوع کذب باری
تعالیٰ" کا قول تو باتفاق فریق مخالف موجودہ بھی مردود
ہے۔ خواجہ مولوی رشید احمد صاحب کا ہوا کسی اور کا۔ رہا
"امکان" کا قول اس کے متعلق سنئے! حقیقتاً فرقہ امکانیہ
کو ایک زبردست مغالطہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں
نے "خلف وعد" اور "خلف وعید" دونوں کو ایک ہی
سمجھ کر "خلف وعید" کو امکان کذب کا مقیس علیہ ٹھہرایا۔

اب دیکھئے۔ ان دونوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے "خلف وعدہ" کے معنی ہیں کسی انعام کے وعدہ کرنے کے بعد اس کا خلاف کرنا اور "خلف وعید" کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کرنے کے بعد اس کا خلاف کرنا۔ چنانچہ بعض متکلمین بظاہر جواز "خلف وعدہ" کے قائل ہوئے ہیں لیکن "خلف وعدہ" کے جواز کا قائل اہلسنت میں سے آج تک کوئی نہیں ہوا۔ ان کے جواز "خلف وعدہ" کے قول سے فرق وہابیہ کو مغالطہ واقع ہوا کہ جب "خلف وعدہ" جائز ہے تو "خلف وعدہ" بھی جائز ہو گا "خلف وعدہ" کو "خلف وعدہ" کا مقیس علیہ کہہ دیا لیکن یہ قیاس بہ چند وجوہ مخدوش ہے اولاً "تو یہ کہ جنہوں نے "خلف وعدہ" کو جائز کہا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ "لانہ کرم" اور بعض کہتے ہیں کہ **لانہ انشاء فیجوز من اللہ تعالیٰ** (اس لئے کہ وہ انشاء ہے پس اللہ تعالیٰ سے جائز ہے۔ ۱۲) اور پھر وہی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ "کذب باری" محال ہے **لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال** (اس لئے کہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۱۲۔ محمد عبدالعزیز شیل کھالوی) اب میں فرق وہابیہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر "خلف وعدہ" کو امکان کذب کی فرع کہنا صحیح ہو تو متکلمین نے "امکان کذب" کو اس پر قیاس کیوں نہ کر لیا بلکہ انہوں نے تو "خلف وعدہ" کو جائز کہتے ہوئے بھی "امکان کذب" کا رد کیا ہے۔ ثانیاً "خلف وعدہ" کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتا کہ "خلف وعدہ" کرم ہے اور "امکان کذب" نقص ہے۔ پس نقص کو کرم کی فرع کہنا اور اس کا اس پر قیاس کرنا کس طرح اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اہلسنت کا مذہب ان خرافات سے مبرا اور منزہ ہے۔ ثالثاً "یہ کہ "خلف وعدہ" انشاء ہے اور

امکان کذب ہمیشہ خبر ہی میں ہوتا ہے تو اخبار کا قیاس انشاء پر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر زمین کا آسمان پر پانی کا آگ پر اور ہوا کا مٹی پر قیاس کرنا جائز ہو تو یہ بھی جائز ہو گا۔ اس کے علاوہ بعض متکلمین جس "خلف وعدہ" کے قائل ہوئے ہیں حقیقتاً "وہ خلف نہیں بلکہ اس پر خلف کا اطلاق محض مجازاً کیا گیا ہے مثلاً "مجزین خلف اس آیت سے استدلال کرتے ہیں **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء)** یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ کرے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ یہ حقیقتاً خلف نہیں اس وجہ سے کہ "خلف وعدہ" کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی چونکہ "خلف وعدہ" کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کا خلاف کرنا یہاں نہ تو وعدہ ہے کہ فلاں شخص کو اس کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور نہ یہ فرمایا کہ ہم نے فلاں شخص کو عذاب دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب اس کو عذاب نہ دیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ متکلمین کا اس پر "اطلاق خلف" کرنا مجازاً ہے جس کی مثال قرآن پاک میں موجود ہے **قال اللہ تعالیٰ جزاء سینۃ سینۃ مثلھا (الشوریٰ ۲۵)** یعنی برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کی مثل۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی برائی کا حکم نہیں کرتا۔ اب اگر سینۃ کو اپنے ہی معنی میں رکھا جائے تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ بھی برائی کا حکم کرتا ہے **تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً** پس جس طرح یہاں جزاء سینۃ پر سینۃ کا اطلاق کیا گیا ہے اسی طرح متکلمین نے اس پر "خلف" کا اطلاق محض مجازاً کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض متکلمین اس معنی متنازعہ میں ہرگز "خلف وعدہ" کے قائل نہ تھے اور اگر "خلف وعدہ" اسی کو کہا جائے تو ہم

کو اس سے انکار نہیں بلکہ ہم تو اس کے وقوع کو مانتے ہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہو گا۔ نیز اس "خلف وعید" کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا ایک اور وجہ سے بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اگر "امکان کذب" کو اس پر قیاس کر لیا جائے تو وقوع کذب لازم آئے گا۔ تقریر اس کی یوں ہے کہ "خلف وعید" مجوزہ متکلمین کا، قیامت کے دن وقوع ہو گا اس لئے اللہ تعالیٰ یوم مذکور میں مشرکین کے علاوہ ہزاروں، لاکھوں، بلکہ بے شمار گنہگاروں کی مغفرت کرے گا جب مغفرت ہوگی تو "وقوع خلف" ہوا اور جب "وقوع خلف" ہوا تو "وقوع کذب" ہوا **وهنا باطل بالا** جماع پس معلوم ہوا کہ "خلف وعید" کو "امکان کذب" کا مقیس علیہ کہنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ لہذا "خلف وعید" ہی متعین ہو گیا اور وہی کذب ہے۔ اب "استحالة کذب باری تعالیٰ" پر عبارات علمائے مفسرین و متکلمین بدلائل عقلی و نقلی قائم ہیں ملاحظہ ہوں۔

عبارات علمائے مفسرین

قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (ومن اصدق من الله حديثاً) انکار ان تکون احد اصدق منه فانه لا يتطرق الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله تعالى محال۔ نیز امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں (المسئلة السادسة) قوله ومن اصدق من الله حديثاً استفهام على سبيل الانكار والمقصود منه بيان انه يجب كونه صادقاً وان الكذب والخلف في قوله تعالى محال واما المعتزلة فقد بنوا خالفك على اصولهم واما اصحابنا فدليلهم اه ترجمہ چھٹا مسئلہ اللہ تعالیٰ کا قول ومن اصدق..... الایۃ۔ بیان ہے

اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا واجب ہے اور کذب اور خلف، اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے۔ لیکن معتزلہ، پس انہوں نے اس کو اپنے اصول پر قائم کیا ہے اور ہمارے اصحاب، پس ان کی دلیل یہ ہے آخر تک اور وہی فخر العلماء اسی تفسیر مذکور میں فرماتے ہیں **فقد جوزوا الكذب وهذا خطأ عظیم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء اجمعوا على انه تعالى منزّه عن الكذب انتہی** ترجمہ پس بے شک انہوں نے کذب کو جائز کہا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب بہ کفر ہے اس لئے کہ عقلاء نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ "کذب" سے منزہ ہے۔ اور تفسیر خازن میں یوں ارشاد فرماتے ہیں **ومن اصدق من الله حديثاً ○ ای لا احد اصدق من الله تعالى فانه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب انتہی** ترجمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ (اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو ہو سکتا ہے۔ پھر تمہارا مدعا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے برابر کسی کا صادق ہونا اولاً تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مردود ہے ثانیاً یہ کہ کلام عرب اور عموماً جمیع محاورات میں یہ الفاظ نفی مساوات کیلئے ہی آیا کرتے ہیں **كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى السَّامِعِ** (۱۲) سچا کون ہے از روئے کلام کے یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ تعالیٰ سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا، اور نہ اس پر کذب جائز ہے۔ یہاں تک کہ علماء مفسرین کی جو عبارتیں نقل کی گئیں یہ "استحالة امکان کذب باری تعالیٰ" پر بے شک براہین قاطعہ و حج ساطعہ ہیں اب اہل انصاف سے میری درخواست ہے کہ وہ ان تمام عبارتوں کو بغور پڑھ کر خود نتیجہ اخذ کر لیں اور بے سوچے سمجھے فوراً جوابدہی کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔

اس کے علاوہ اقوال علماء مفسرین سے "امکان کذب باری تعالیٰ" کی ایک اور طریقہ سے بھی تردید ہو سکتی ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے اشاعرہ رحمہم اللہ تعالیٰ "تکلیف مالا یطاق" کو جائز رکھتے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے اشخاص معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے۔ استدلال کی تقریر اس طرح کرتے ہیں کہ ابولہب وغیرہ کا ایمان غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان کے مکلف ہیں اگر "تکلیف مالا یطاق" جائز نہ ہوتی تو ان کفار کو ایمان کی تکلیف نہ دی جاتی۔ اور ان کے ایمان کا محال ہونا ظاہر ہے، اس لئے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اس کے وقوع سے محال لازم نہ آتا چونکہ امکان کا متنبہ یہی ہے۔ حالانکہ اس صورت میں یعنی اشخاص معلومہ کے وقوع ایمان کی تقدیر پر "کذب باری" تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور وہ محال ہے والمستلزم للمحال محال اب میں کہتا ہوں کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک "کذب باری" ممکن ہو تو ان کے اس استدلال کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جب ان کے نزدیک "کذب باری" ممکن ہے تو ابولہب وغیرہ کا ایمان کیونکر محال ہوا؟ اس لئے کہ ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر ان کا ایمان واقع ہو گا تو خدا تعالیٰ کا کذب لازم آجائے گا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو ان لوگوں کے ایمان لانے میں پھر کوئی قباحت نہیں۔ **وهذا خلف۔** پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک بھی "کذب باری" ممکن نہیں۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں **والایۃ مما احتج بہ من جوز تکلیف مالا یطاق فانه سبحانه وتعالیٰ اخبر عنهم بانهم لا یؤمنون فیجتمع الضدان الخ** ترجمہ اور وہ آیت جس میں مجوزین تکلیف مالا یطاق

نے استدلال کیا ہے وہ آیت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اشخاص معلومہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے پس دو ضدیں جمع ہو جائیں گی انتہی۔ اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں (المسئلة الثانية) احتج اهل السنة بهذه وكما ما شبهها من قوله لقد حق القول على اكثرهم فهم لا یؤمنون وقوله وزرني ومن خلقت وحيدا الى قوله سارھقه صعودا وقوله ثبت یدنا بی لھب علی تکلیف ما لا یطاق وتقریرہ انه تعالیٰ خبر عن شخص معین انه لا یؤمن قط فلو صدر منه الایمان لزم انقلاب خبر الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح وفعل القبیح یستلزم اما الجھل واما الحاجة وهما محالان علی اللہ تعالیٰ والمفضی الی المحال محال وقد ینکر هذا فی صورة العلم وهو انه تعالیٰ لما علم منه انه لا یؤمن فکان صدور الایمان منه یستلزم انقلاب علم اللہ جھلا" **وذاک محال ومستلزم المحال محال انتہی۔** ۵ ترجمہ (دوسرا مسئلہ) استدلال کیا اہلسنت نے اس کے ساتھ اور ہر اس شے کے ساتھ جو اس کے مشابہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول **لقد حق القول علی اکثرهم فهم لا یؤمنون** اور اللہ تعالیٰ کا قول **وزرني ومن خلقت وحيدا** اس کے قول **سارھقه صعودا** تک اور اللہ کے قول **ثبت یدنا بی لھب** سے تکلیف مالا یطاق پر۔ اس کی تقریریوں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص معین سے خبر دی کہ وہ کبھی ایمان نہیں لائے گا۔ پس اگر اس سے ایمان صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی سچی خبر جھوٹ سے بدلی جائے گی اور جھوٹ خصم کے نزدیک برا ہے اور برا کام یا تو جمل کو مستلزم ہے یا حاجت کو اور وہ دونوں اللہ

مافی الباب یہ کہ کذب باری لازم آئے گا اور وہ محال بالذات نہیں، پس ایمان ابولب کیونکر محال بالذات ہوا؟ پس معلوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی مذہب ہے جو اشاعرہ کا مسلک ہے یعنی خدا تعالیٰ کے کلام لفظی کا بھی کذب محال اور ممتنع بالذات ہے۔

عبارات علمائے متکلمین

سید سند علیہ الرحمہ شرح مواقف میں یہ ارشاد فرماتے ہیں **تفريع على ثبوت كلام الله تعالى وهو انه يمتنع عليه الكذب اتفاقاً** ترجمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ثبوت پر تفریع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور امام الحقیقین علامہ جلال الدین شرح عقائد جلالی میں اس طرح فرماتے ہیں **ولا يصح عليه الحركة ولا الجهل ولا الكذب لانها نقص والنقص على الله تعالى محال** ترجمہ اور نہیں صحیح ہے اس پر حرکت اور نہ جہل اور نہ کذب اس لئے کہ وہ نقص ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے انتہی اور دوسرے مقام پر عضد الملة والدین صاحب عضد یہ فرماتے ہیں **وهو منزّه عن جميع صفات النقص كما سبق من اجماع العقلاء على ذالك** ترجمہ اور وہ منزہ ہے تمام صفات نقص سے جیسے کہ اس پر عقلاء کا اجماع گزر گیا۔ اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق ضالہ کے لکھا ہے **واما الفرق الناجية فهم الا شاعرة والسلف من المحدثين واهل السنة والجماعة وقد اجمعوا ان ليس في حيز ولا جهة ولا يصح عليه الحركة ولا الانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا شئ من صفات النقص الخ** ترجمہ اور لیکن ناجیہ فرقے میں پس وہ اشاعرہ ہیں اور سلف محدثین

تعالیٰ پر محال ہیں اور محال کی طرف پہنچانے والا بھی محال ہے اور یہ کبھی علم کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ یہ ایمان نہیں لائے گا پس اس سے ایمان کا صادر ہونا مستلزم ہے اللہ تعالیٰ کے علم کے جہل سے بدل جانے کو اور یہ محال ہے اور مستلزم محال بھی محال ہے۔ انتہی۔ اور تکلیف مالا یطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ متنازع فیہ جواز تکلیف مالا یطاق، غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ کا ہے اور وہ یہاں لازم نہیں آتا بلکہ ممتنع بغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور وہ متنازع فیہ نہیں بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ "ممکن بالذات محال بالغیر" سے "محال بالذات" لازم نہیں آتا۔ دیکھئے عدم معلول اول ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے **والا يلزم تغلف المعلول من علته التامة وهو محال** ہاں اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع بالغیر پر نظر نہ کی جائے تو بے شک اس سے "محال بالذات" لازم نہ آئے گا پس مانع نہ ہو جبکہ ابولب وغیرہ کا ایمان سبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہو گیا تو اگر بر تقدیر وقوع محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اس کے امکان ذاتی کے منافی نہیں۔ اب اہل انصاف کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ماتریدیہ وغیرہ کے نزدیک "کذب باری" ممکن بالذات ہوتا تو اس جواب کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ (معاذ اللہ) ہمارے نزدیک کذب باری، ممکن بالذات ہے پس خدا کی کوئی خبر دینے سے انکا ایمان غیر ممکن بالذات نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کوئی قباحہ لازم نہیں آتی۔ غایت

سے اور اہل سنت و جماعت اور انہوں نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ وہ نہ کسی چیز میں ہے اور نہ کسی جہت میں اور نہیں صحیح ہے اس پر حرکت اور نہ انتقال نہ جہل نہ کذب اور نہ کوئی شے صفات نقص سے انتہی۔ اور صاحب حاشیہ خیالی، شرح عقائد کے قول و کیف و هو تبیین القول کے ذیل میں لکھتے ہیں **ہن کذب منتف بالاجماع** یعنی کذب بالا جماع منقہ ہے اور علامہ تفتا زانی علیہ الرحمہ نے تکلیف مالا یطاق کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے "امکان کذب باری تعالیٰ" کا اس طرح رد کیا ہے **وقد يستدل بقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها الخ**۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ مابین اشاعرہ و معتزلہ تکلیف مالا یطاق کے امکان اور امتناع میں اختلاف ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ تکلیف مالا یطاق محال ہے جسکی دلیل میں یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں **قال الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها..... الاية**۔ اگر تکلیف مالا یطاق کو جائز مانا جائے تو کلام الہی میں کذب لازم آتا ہے اور وہ بالافتاق محال ہے چنانچہ اشاعرہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ہر ممکن فی نفسہ کے وقوع سے جس وقت اس کو امتناع بالغیر عارض ہو محال بالذات لازم نہ آئے گا بلکہ یہ اس وقت واجب ہے کہ جب اس کو امتناع بالغیر عارض نہ ہو جیسے ایک ممکن فی نفسہ کہ اس کا عدم اور وجود دونوں مساوی ہیں، لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ اس کے وجود کا ارادہ کر لے تو اس وقت اس کا عدم محال ہو جاتا ہے اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ مذکور کے بعد بھی اس کا عدم ممکن ہو تو معلول کا علت تامہ سے تخلت لازم آئے گا اور وہ محال بالذات ہے تو اسی طرح اگر یہ بھی کذب باری تعالیٰ کو (جو کہ محال بالذات ہے)

مستلزم ہو گیا تو کوئی استحالہ لازم نہیں آتا۔ تو اگر اشاعرہ کے نزدیک کذب باری تعالیٰ ممکن ہوتا تو معتزلہ کے مقابلہ میں یہ جواب بالکل بیکار تھا صاف کہہ دیتے کہ ہمارے نزدیک تکلیف مالا یطاق اور کذب باری تعالیٰ دونوں محال بالغیر ہیں۔ اگر محال بالغیر محال بالغیر کو مستلزم ہو گیا تو کوئی قباحہ نہیں دونوں ممکن ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اشاعرہ کثر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی کذب باری "محال بالذات" ہے۔ نیز علامہ قوچہی نے شرح تجرید میں حضرت آدم سے لے کر اپنے زمانے کے مسلمانوں تک امتناع کذب باری تعالیٰ پر اجماع نقل کیا ہے اور محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں **قلت الکذب نقص والنقص عليه تعالى محال فلا يكون من الممكنات ولا يشتمله القدرة كامالا يشتمل سائر وجوه النقص عليه تعالى كالجهد والمعجز ونقص صفات الكمال الخ** ترجمہ میں کہوں گا کہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس نہ ہو گا ممکنات سے اور نہ شامل ہو گی اس کو قدرت جیسے کہ نہیں شامل ہے تمام ان طریقوں کو کہ اللہ تعالیٰ پر نقص ہیں جیسے جہل اور عجز اور صفات کمال کی نفی۔ اب اس دعوے کے اثبات میں چند عقلی دلائل بھی ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول "کذب باری" اگر ممکن ہے تو احد الامرین سے خالی نہیں یا تو کلام نفسی میں پایا جائے گا یا نہیں اگر نہیں پایا جاتا تو اس کا امکان بھی نہیں اس لئے کہ جس وقت بھی پایا جائے گا حادث ہو کر پایا جائے گا اور قیام حوادث بذات باری تعالیٰ محال ہے لہذا کذب کا بھی حادث ہو کر پایا جانا محال ہوا اور اگر پایا جاتا ہے تو قدیم ہی ہو کر پایا جائے گا جیسا کہ ابطال شق اول میں معلوم ہوا ہے پس ماننا پڑے گا کہ کذب قدیم ہے اور جب کذب قدیم

ہوا تو دو احتمالے لازم آئے ایک تو یہ کہ جب کذب قدیم مان لیا تو واقع ہو گیا دوسرے یہ کہ جب کذب قدیم ہوا تو صدق محال ہو گیا و ہذا باطل۔

دلیل دوم کذب باری فی نفسہ احد الامرین سے خالی نہیں یا تو نقص ہو گیا نہ ہو گا یہ تو ظاہر ہے کہ ضرور نقص ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا لہذا جب نقص ہوا تو بالاتفاق محال ہو گیا۔

دلیل سوم اگر کذب ممکن ہو تو کلام نفسی میں ضرور پایا جائے گا۔ جیسا کہ دلیل اول میں معلوم ہوا اور یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ کلام لفظی، کلام نفسی کی تعبیر ہے جب کذب، کلام نفسی میں مان لیا تو کلام لفظی میں بھی ماننا پڑے گا چونکہ وہ معبر ہے اور جب کذب کلام لفظی میں ہوا تو وقوع کذب لازم آگیا اور یہ باطل ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کثیر التعداد دلائل عقلی "امتناع کذب" باری تعالیٰ پر قائم ہیں جن کی اس مختصر میں گنجائش نہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر لکھے جائیں گے۔

امکان کذب پر فریق مخالف کی ایک دلیل اور اس کا جواب

مخالفین کا دعویٰ یہ ہے کہ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہے اور اس کی دلیل میں آیہ کریمہ ان **اللہ علی کل شئ قدیو** (اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے) پیش کرتے ہیں یعنی چونکہ کذب بھی شے میں داخل ہے لہذا وہ بھی تحت قدرت داخل ہوا۔

الجواب اول تو یہ کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیروں کی ہے ان **اللہ علی کل شئ** (شامہ) قدیو یعنی جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے

شے کو بہ معنی "مشی" قرار دیا ہے اور کذب باری تعالیٰ کسی آیت یا حدیث یا اقوال مفسرین و متکلمین وغیرہ سے "مشی" ثابت نہیں ہوتا۔ لہذا اس آیہ کریمہ سے مخالفین کے دعوے کا اثبات ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ کذب باری شئی بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اس کو مشی کہا جائے۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد السننی میں "شے" کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ **الشئی عنینا ہوا الوجود یعنی ہمارے نزدیک موجود کو "شے" کہتے ہیں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں المعلوم لیس بشی یعنی معدوم کوئی "شے" نہیں۔ اب میں مخالفین سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا کذب باری موجود ہے یا معدوم اگر کہا جائے کہ وہ موجود ہے تب تو واقع ہو گیا اور اگر موجود نہیں یعنی معدوم ہے تو تعریف شے میں داخل نہیں اور جب تعریف شے میں داخل نہیں تو تحت قدرت کیسے ہو گا۔ پھر اس آیت سے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہا جائے کہ شے سے مراد مایصح وجود ہے اور وہ امکان کے منافی نہیں لہذا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل رہا۔ تو ہم کہیں گے کہ شے سے مراد مایصح وجود لے کر اول تو اپنے اصول کو چھوڑ کر معتزلہ کے اصول کو اختیار کرنا ہے اور یہ خلاف ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ شے سے مراد مایصح لینا صحیح ہے تو متدل کو چاہئے کہ اول تو کذب کو مایصح وجود ثابت کر دے پھر اس کے متعلق کچھ کلام کرے۔ اس کے علاوہ "کذب باری" کو شے مان بھی لیا جاوے تب بھی وہ تحت قدرت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اگر "کذب باری" پایا جائے گا تو صفت باری ہو کر پایا پائے گا جب کذب صفت باری ہوا تو تحت قدرت نہ ہو گا اس لئے کہ تمام حکماء اسلام کا یہ مسئلہ مسئلہ ہے کہ ذات**

متدل کے تمام مقدمات کا ابطال تفصیل سے سنئے۔

پہلا مقدمہ

کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے۔
اقول، بعض کلام ایسے ہیں جن میں فقط ایک ہی لفظ ہے۔
مثلاً "ق" پس جب کلام الفاظ سے مرکب نہیں تو تعریف
اپنے افراد کو جامع نہیں ہوئی اور اگر الفاظ مکمل یعنی ضمائر
مستترہ کا اعتبار کر کے کہا جائے تو مقدمہ ثانی یعنی "جو
الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے" یہ ممنوع ہوا اس لئے
کہ دلیل حدوث ترتیب الفاظ میں ہے کیونکہ اسی ترتیب
کے باعث تقدم یا تاخر زمانی ہوتا ہے جس کی وجہ سے
اسے حادث کہہ سکتے ہیں اور یہ تقدم یا تاخر الفاظ حقیقیہ و
مکملہ کی ترکیب میں مفقود ہے۔ پس جب تقدم یا تاخر نہ
ہو تو حدوث کا ثبوت بھی نہ ہو گا۔

دوسرا مقدمہ

یعنی جو کلام الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے۔
اقول = صاحب مواقف نے ایک مستقل رسالہ کلام الہی
کی تحقیق میں تصنیف کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ رئیس
الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری، کلام نفسی اور کلام لفظی
دونوں کے "قدم" کے قائل ہیں اور سید سند علیہ الرحمہ
نے اس رسالہ کو پسند کیا ہے۔ لہذا اس تحقیق کے
بموجب ہر کلام لفظی حادث نہ ہو گا بلکہ صرف مخلوقات کا
کلام لفظی حادث ہو گا و ہذا خارج عن البحث لہذا یہ
مقدمہ بھی باطل ہو گیا اور جس دلیل سے اس کا حدوث
ثابت کیا جاتا ہے اس کا شافی جواب اس رسالہ میں مذکور
ہے جس کا خلاصہ سید سند علیہ الرحمہ نے شرح مواقف
میں لکھا ہے اور علامہ تفتازانی نے بھی اسی کے متعلق
بالتفصیل نص کیا ہے ان تمام عبارتوں کی تو یہاں گنجائش
نہیں لیکن اختصاراً اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

وصفات تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ورنہ ان کا
حدوث لازم آئے گا و هو ظاہر البطلان ہے پس معلوم
ہوا کہ کذب باری بہر تقدیر خارج عن القدرة ہو گا خواہ
"شے" کہا جائے یا "لا شے" معدوم یا موجود اور قائلین
"خلف وعید" پر جو امکان کذب کا الزام لگایا جاتا ہے وہ
ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ ماسبق سے اظہر من الشمس ہو
گیا۔ اور محققین تو "خلف وعید" کے قائل ہی نہیں
چنانچہ علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے والمحققون
على خلافه وكيف وهو تبديل للقول وقد قال الله
تعالى ما يبديل القول لله الله تعالى ایسے اعتقادات
فاسدہ سے ہر مسلمان کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔

فریق مخالف کی دوسری دلیل اور اس کا رد

مخالفین کہتے ہیں کہ کلام نفسی میں کذب ممتنع بالذات
سہی لیکن کلام لفظی میں ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام
لفظی وہ ہے کہ جو الفاظ سے مرکب ہو اور جو الفاظ سے
مرکب ہو گا وہ حادث ہو گا اور حادث ممکن بالذات ہے
اور جو ممکن ہو گا وہ بحکم آیہ کریمہ ان الله على كل
شئ قدير تحت قدرت داخل ہو گا لہذا کلام لفظی
باقسامہ تحت قدرت داخل ہوا اٹھی۔

الجواب اگرچہ اس کا جواب بھی تقریر ماسبق میں
موجود ہے لیکن یہاں کافی وضاحت کی جاتی ہے۔ واضح ہو
کہ یہ دلیل تین طریقے سے مردود ہے۔ اول یہ کہ بجز
ایک امر مشہور کے جس سے متدل کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچ سکتا تمام مقدمات مخدوش ہیں دوسرے یہ کہ مفید مدعا
نہیں یعنی امکان کذب باری تعالیٰ ثابت نہیں ہوتا
تیسرے یہ کہ بہر تقدیر ثبوت اس مدعا کے متدل کا دوسرا
مدعا یا یوں کہے کہ مدعا کا دوسرا جزو غلط ٹھہرتا ہے اب

مخالفین کا یہ اعتراض کہ حروف اور الفاظ کے
مقدم موخر کرنے سے کلام لفظی کا حدوث لازم آتا ہے
اس کے جواب میں علامہ موصوف یہ فرماتے ہیں۔
فجوابہ ان ذالک الترتیب انما هو فی التلفظ
بسبب عدم مساعدة الالة فالتلفظ حادث والادلة
الدالة علی حدوثه یجب حملها علی حدوثه
دون حدوث الملفوظ جمعا" بین الادلة وہذا الذی
ذکرناہ وان کان مخالفا" لما علیہ متاخر و
اصحابنا الا انہ بعد التامل تعرف حقیقته تم کلامہ
و ہذا المحمل لکلام الشیخ محمد الشہرستانی
فی کتابہ المسمى بنہایة الاقدام و لاشبهة فی انہ
اقرب الی الاحکام الظاہرة المنسوبة الی قواعد
الملة انتہی۔ ترجمہ۔ پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
ترتیب تلفظ میں ہے عدم مساعدت الہ کے سبب سے یعنی
تلفظ حادث ہے اور جو دلیلیں حدوث پر دلالت کرتی ہیں
واجب ہے ان کا حمل کرنا حدوث تلفظ پر نہ حدوث ملفوظ
پر دلیلوں کے درمیان جمع کرنے کے لئے۔ یہ وہ ہے جس
کو ہم نے ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ہمارے متاخرین اصحاب
کے خلاف ہو لیکن تامل کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہو
جائے گی اور یہ ہے محمل کلام شیخ (یعنی محمد شہرستانی) کا
اس کی کتاب "نہایت الاقدام" میں اور اس میں کوئی شبہ
نہیں ہے کہ وہ اقرب ہے احکام ظاہریہ کی طرف جو کہ
منسوب ہیں قواعد ملت کی طرف اتھی۔ شعر

کس نمید اند دریں بحر عمیق
شگریزہ قدر دارد یا عقیق

چوتھا مقدمہ

یعنی جو ممکن ہے وہ بحکم آیہ کریمہ ان اللہ علی

کل شئی قدير۔ تحت قدرت داخل ہے۔ اقول =
متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہیں اس لئے
کہ صفات باری تعالیٰ بھی منہد ممکنات ہیں چنانچہ شرح
عقائد نسفی میں منصوص ہے و اما فی نفسها فہی
ممکنۃ الخ اور صفات باری تعالیٰ تحت قدرت باری
تعالیٰ داخل نہیں ورنہ ان کا حدوث لازم آئے گا اور یہ
نہ صرف بدایت" بلکہ متعدد نصوص سے بھی مردود ہے۔
باخبر حضرات سے مخفی نہیں۔ یہ ہے متدلیں مخالفین کے
مقدمات کی حقیقت جن کا تار و پود "بیت عنکبوت" کی
طرح بکھر گیا۔

امردوم کا اثبات

یعنی اگر جمیع مقدمات تسلیم بھی کر لئے جائیں
تب بھی متدلیں کی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ
ان کا مقصد یہ تھا کہ "کذب باری تعالیٰ" ممکن ہے اور
نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور و مخلوق ہے اس سے یہ
ثابت ہو گا کہ کلام لفظی خود ممکن ہے اور یہ بھی ثابت
شدہ امر ہے کہ "امکان شے" کو "امکان صفت شے"
لازم نہیں بلکہ جائز ہے کہ شے بنفسہ ممکن ہو اور اس کی
صفت متمتع ہو جیسے کل کی انقصیت اور جزو کی
اعظمیت متمتع ہے اور جزو و کل خود ممکن ہیں۔

امردوم کا اثبات

یعنی اگر کلام لفظی میں کذب کا امکان تسلیم کر
لیا جائے تو کلام نفسی میں بھی کذب ماننا پڑے گا جیسا کہ
بالتفصیل بیان ہوا۔

مخالفین کے ایک اور اعتراض کا جواب

علماء وہابیہ اس مقام پر ایک اور مغالطہ بھی دیا

ایک شبہ اور اس کا حل

جو لوگ کلام لفظی میں کذب کے قائل ہیں حقیقتاً انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ چونکہ کلام لفظی خدا کی ذات کے ساتھ قائم نہیں لہذا اس کا کذب بھی اس کی طرف منسوب نہ ہو گا اور اس کی تنزیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا لیکن یہ محض خیال اور باطل خیال ہے اول تو اس لئے کہ کلام لفظی کلام نفسی کا مدلول ہے جب کذب کلام لفظی میں مان لیا تو کلام نفسی میں بھی ضرور ماننا پڑے گا ورنہ "ما بالعرض" کا تحقق بدون "ما بالذات" کے لازم آئے گا۔ **وہو ظاہر البطلان**۔ اس کی مثال اس طرح سمجھئے کہ ایک جعل ساز نے جھوٹی دستاویز بنائی زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ محض کاغذی حروف و نقوش ہی بنائے یہ نقوش اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں بلکہ ان کا تعلق کاغذ ہی سے ہے لیکن پھر بھی اس دستاویز کے کذب کو اس جعل ساز کی طرف منسوب کر کے اسی کو مجرم قرار دیا جائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ کلام لفظی کا کذب بھی ضرور خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو گا۔ **وہنا محال** اور اگر مان بھی لیا جائے کہ کلام لفظی کا کذب اس کی طرف منسوب نہ ہو تو لازم آئے گا کہ اس کا صدق بھی خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف منسوب نہ ہو۔ اس لئے کہ علت مشترکہ ہے اور جب صدق بھی ذات باری کی طرف منسوب نہ ہو تو پھر آیات مسطورۃ الذیل کے کیا معنی ہوں گے۔ **قال اللہ تعالیٰ و من احسن من اللہ قلیلاً**۔ ترجمہ۔ اور کون زیادہ اچھا ہے اللہ تعالیٰ سے ازوئے قول کے **وقوله تعالیٰ و من اصدق من اللہ حدیثاً**۔ اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے ازوئے کلام کے۔ **وقوله تعالیٰ و تمت کلمت ربک صدقاً**

کرتے ہیں جو جملاء کے بہکانے کو کہا کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ دوزخیوں کو جنت میں اور جنتیوں کو دوزخ میں ڈال دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا یا بالعکس اس میں ہمارا کلام نہیں۔ ہمارا کلام تو اس میں ہے کہ آیا اس کے خلاف خبر دینے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ علماء وہابیہ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ وہ حکایت اور محکی عنہ کے فرق کو بھی سمجھ سکیں جیسا کہ خلف وعد اور خلف وعید میں فرق نہ کیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ کر اپنے ایمان کو خراب کیا۔ اسی طرح یہاں بھی فرق کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ حضرات! ہمارا کلام ہے حکایت میں اور یہ محکی عنہ ہے نہ حکایت۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ عبارات علماء مفسرین و متکلمین و غیر ہم میں جہاں جہاں لفظ امتناع یا استحالة آیا ہے وہاں امتناع سے مراد امتناع بالغیر اور محال سے محال بالغیر ہے جو کہ امکان بالذات کے منافی نہیں اس کا جواب اولاً "تو یہ ہے کہ جس وقت لفظ استحالة اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہیں تو ان سے فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے یعنی محال بالذات اور ممتنع بالذات جیسا کہ جب کبھی امکان اور وجوب کو مطلق استعمال کیا جائے تو اس سے بھی امکان بالذات اور وجوب بالذات مراد ہو گا۔ **کمالاً یغنی علی الماہر** دوسرے یہ کہ عبارات مستحدہ میں فقط لفظ امتناع اور استحالة پر ہی بس نہیں کیا گیا کہ عذر مذکور کی گنجائش رہتی بلکہ **لا یحوز ولا یحتمل ولا یطرق و غیرہم** الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہاں بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کی طرف عدول ہوتا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

ہمارا انزاع اس میں نہیں یہ تو مخلوقات کا کذب اور مخلوق الہی ہے۔ اس پر صرف قدرت کیا معنی بلکہ وقوع ثابت و ظاہر ہے۔ ہمارا کلام تو کذب باری تعالیٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کذب جیسے کریمہ اور ناپاک عیب سے متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ یہاں لازم نہیں آتا۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ کا کذب کسی طریقہ سے ثابت نہیں ہو سکتا اور اس مسئلہ میں بقول مولوی عبدالشکور صاحب مدیر "انجم" مخالفین کے پاس ایک مجھڑ کے پر کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں نمود باللہ من ہذہ الشرور الی یوم النشور ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالعق و انت خیر الفاتحین و اھلنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبین والصدیقین و الشہداء والصالحین غیر المفضوب علیہم ولا الضالین (آمین) یا ارحم الراحمین



وعدلا - اور تمام ہو گیا تیرے رب کا کلہ ازروئے صدق اور حق کے۔ ان آیات میں قول و حدیث سے کلام لفظی مراد ہے، چنانچہ مفسرین نے اس کی تفصیل کی ہے۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ تو اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ کلام لفظی حقیقتاً کلام ہی نہ ہو اور اس کا منکر کافر نہ قرار دیا جائے۔ غرض اس سبب سے مفاسد لاتحصی لازم آتے ہیں۔ کمالاً یغضی علی الذکی۔

ایک لچر اور پوچ دلیل کی تردید

یہاں ایک بات اور یاد آگئی مناظرین وہابیہ دیوبندیہ اس مسئلہ میں جب بالکل عاجز ہو جاتے ہیں تو یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اگر کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ہے تو یہ اکثر مخلوق جو شب و روز ہزاروں بلکہ بے شمار جھوٹ بولتی ہے تو کیا یہ اور اس کا کذب قدرت الہی سے باہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کذب کو تم نے تحت قدرت باری تعالیٰ ثابت کیا ہے

جامعۃ انوار العلوم و تحقیق دہلی داخلہ اور تعلیمی سال کا آغاز

جامعۃ اسلامیہ بیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان میں

نئے تعلیمی سال ۱۸-۱۳۱۴ھ ۹۸۰-۱۹۹۷ء کے لئے

داخلہ شوال المکرم سے شروع ہو رہا ہے جس میں شہادۃ العلمیہ (ایم اے) شہادۃ الثانیہ (ایف اے) اور شہادۃ الثانیہ العامہ (میٹرک) کے علاوہ شعبہ تجوید اور حفظ منع التجوید میں داخلہ ہو سکتا ہے۔ (تعلیم ۱۵ شوال المکرم سے شروع ہوگی)